ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

"واجدہ تبسم کا افسانہ "سستا گوشت" میں جنسی وسماجی حقیقت نگاری کی عکاسی"

وقار احمد

(پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اردو، اسلامیہ کالج یونی ورسٹی، پشاور)

ڈاکٹر جہانزیب شعور

(اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، اسلامیہ کالج یونی ورسٹی پشاور)

ڈاکٹر روح الامین

(اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، اسلامیہ کالج یونی ورسٹی، پشاور)

ABSTRACT

Wajida Tabassum was an Urdu fiction writer .she was born on 16 march 1935 .Her stories and songs also got a major place in movies.Many stories writtwn by her were dramatized . she wrote 27 books .Wajida tabassum wrote many stories about woman ,role of woman and role of society degrading the value of a woman. she ,in her writings gave a place to poor people through which she tells to the reader that how poverty disturbs the condition of human being and enforce poor people to tolerate the cruelty of Nawabs and even never think about their rights . She discussed women and the social condition of a women. In her stories a women is tortured by society and sexually harassed in the homes of Nawab's (Duke) .Wajida Tabassum tells us in her stories that not only a man but also the whole society treat a women in an unhuman way . her stories shows the real picture of the society.''

واجدہ تبسم نے اپنے افسانوں میں عورت کی جسمانی استحصال کو موضوع بنایا ہے وہ عورت کی بے بسی و بے چارگی کو اس طرح موثر انداز میں پیش کرتی ہے کہ اس عہد کی تصویر ہماری آنکھوں کے سامنے پھرنے لگتی ہے اس کی مثال ان کا افسانہ ''سستا گوشت'' ہے۔ جس میں ایک نواب اپنی ملازمہ کو اپنے کمرے میں جنسی خواہشات کی تکمیل کے لیے مدعو کرتا ہے۔ نواب صاحب جب کمرے میں داخل ہوتے ہیں تو اس کی ''بھولی'' فرش پر بیٹھی ہوتی ہے۔ نواب صاحب اسے فرش سے اٹھ کر دیوان پر بیٹھنے کو کہتا ہے تو وہ جھجکتی ہے کہ ایسے مخملیں گدوں پر بھلا نوکرانی کا کیا کام۔ لیکن چونکہ وہ نوکرانی تھی لہٰذا نواب صاحب کے حکم کی تعمیل ضروری تھی۔ ویسے بھی "امنی" نے سمجھا کر بھیجا تھا:

''نواب صاحب جو بھی کرنے کو بولے تو وہی اچ کرنا۔ نواب صاحب کا کہنا ٹالیں گی تو ٹانگاں پو ٹانگاں رکھ کر
چیر دیوں گی''۔[i]

اس لئے وہ بڑی متانت سے دیوان پر جا کر بیٹھ جاتی ہے۔ پھر نواب صاحب نے اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھتا ہے:

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

''نام کیا ہے بی بی تمہارا''

'' جی۔۔۔۔۔۔بھولی''۔[ii]

بھولی جو کہ ایک پسے ہوئے مظلوم گھر کی لڑکی ہے۔چاہے انسان غریب ہی کیوں نہ ہو لیکن اپنی عزت تو سب کو عزیز ہوتی ہے وہ دل ہی دل میں سوچتی ہے۔اب تک جتنے بھی گھروں میں کام کیا ہے وہاں چھنال، بندوڑی اور حرم زادی جیسے خطاب سنتے سنتے ہی سارا وقت کٹا ہے۔چنانچہ وہ'' بی بی'' جیسے خطاب سے حیران ہو کر یہ فیصلہ کر لیتی ہے:

''میرے جیسی غریب چھوکری کو بی بی بول لے رئیں تو ضرورانوں بہت اچھے ہوئیں گے''۔[iii]

عزت کا حق دار تو ہر انسان ہوتا ہے لیکن طبقہ اشرافیہ ہمیشہ سے غریب طبقے کی عزت کو پامال کرتا آرہا ہے۔بھولی کو بھی جب نواب صاحب عزت سے بلاتے ہیں تو وہ خوش ہو جاتی ہے۔اور سمجھتی ہے کہ نواب صاحب بہت اچھے انسان ہیں جو مجھ جیسی نوکرانی کو بھی ''بی بی'' کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں۔

اس طرح کہانی آگے بڑھتی ہے اور واجدہ تبسم قاری کو ''بھولی'' کی معصومیت سے آگاہ کرتی ہے۔کہانی کو آگے بڑھانے کے لئے واجدہ تبسم نے مکالمہ نگاری سے کام لیا ہے۔جو کہ بھولی اور نواب صاحب کے درمیان ہوتا ہے:

''ہور کھانا پکانا آتا ہے؟

'جی ہو' وہ بڑی فرمانبرداری سے بولی

کیا کیا آتا ہے؟

جی۔۔۔۔۔۔؟دال خشکہ، روٹی، املی کا کٹ، تلی کی چٹنی، سب غریبانہ پکوان

پھر بیچ میں بولے: شامی کباباں، قیمے کے پراٹھے، سوپ نییں آتا؟

جب وہ رکے تو وہ ذرا اٹک کر بولی:

مگر یہ سب چیزاں تو گوشت سے بنتے نا؟

ہاں گوشت سے تو بنتے مگر تیرے کو پکانا تو ہوئیں گا؟

ہو ہنستے ہستے بولی: نباب صاحب ہمارے ہاں گوش نئیں آتا

ہور جب گوش ہی نہیں آتا گو گوشت کے پکوان کیسے آئیں گے؟

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.2 2023

نواب صاحب تھوڑا ہنس کر بولے:

'تو مطلب یہ کہ تم لوگ گوشت کھاتے ہی نہیں؟'

'نئیں نئیں، ایسا تھوڑی۔۔۔ہم سال کے سال بخرا عید پر کھاتے ہیں

نواب صاحب کو ''بھولی'' کی معصومیت اور غریبی پر ترس آ گیا۔[iv]

رات کو کھانے سے فارغ ہو کر نواب صاحب جب کمرے میں داخل ہوتے ہیں جہاں ان کی سیج پر نئی اور کوری لڑکی موجود ہوتی ہے۔

بھولی نے نواب صاحب کو پان بنا کر دیا تو نواب صاحب بولے:

''انگلیوں میں پکڑ کر پاناں تو ماواں بہنا بھی کھلا سکت۔ یہ ہونٹاں کس کے واسطے ہیں؟ پان تو بنا کو دے دی۔۔۔ اب ہونٹوں میں ہونٹاں بھی دے دے''۔[v]

اس کے بعد بوسوں کی پٹاپٹ شروع ہو گئی۔ بھولی کی امنی کھڑکی کے باہر سے یہ سارا کچھ دیکھ رہی تھی اور دل ہی دل میں کوس رہی تھی کہ فضول میں شرماتے جا رہی ہے۔ یہ وقت بار بار نہیں آتا۔ پیسہ ایسے ہی ہاتھ نہیں آتا:

''آگ لگے چھنال کی شرم کو۔ پہلے آج جتا کو اندر بھیجائی تھی کہ شرمانا در مانا مت۔ جو بولے سو کرنا کوئی بھی بات کو نکو ٹکو مٹ کرنا۔ آخر دس روپے کرچہ کرا سو آدمی کچھ تو منگے گا۔۔۔اب یہ مونڈی کٹی۔۔۔''۔[vi]

اپنی پیاس بجھا کر جب نواب صاحب گہری نیند سو گئے تو "بھولی" کو ان کے برابر سونا معیوب لگا۔ لہٰذا وہ پائنتی کی طرف لیٹ گئی۔ بھولی نے سوچا کہ نواب صاحب کے برابر سونے سے ہو سکتا ہے وہ ناراض ہو جائیں اور مرادیں زندگی تو انسان کو ہر حال میں عزیز ہوتی ہے۔ غریبی ہی سہی زندگی، زندگی ہے۔ صبح نواب صاحب نے نیند کے زور میں بھولی کو لات ماری تو وہ زمین پر جا گری۔ بوکھلا کر اٹھ گئی ور وہ بالکل ننگی تھی۔ سامنے قد آدم آئینہ میں اس نے دیکھا:

''خوب صورت اور بے مثال مخملیں جسم پر یہاں وہاں نیل، چٹکیوں کے نشان گردن سے نیچے۔۔۔۔اور نیچے۔۔۔۔دانتوں کے نشان جو رات بھر میں۔۔۔۔رنگ اختیار کر چکے تھے۔۔۔۔ جیسے کتے۔۔۔۔ کچے گوشت کو جھنجھوڑتے ہیں۔۔۔۔۔''۔[vii]

جب بھولی کپڑے پہن کر کمرے سے باہر آتی ہے تو اس کی ماں اس کا انتظار کر رہی ہوتی ہے ور اسے دیکھ کر فوراً کہتی ہے:

''کچھ انعام ملا کی نئیں۔۔۔کیوں کہ سبھی لوگاں کہتے ہیں کہ نواب صاحب بہوت غریب پرور ہیں''۔[viii]

دوپٹے کے کونے میں بندھے ہوئے پانچ روپے کھن کھنا رہے ہوتے ہیں۔ وہ کو ناماں کی طرف بڑھاتی ہے اور زخمی آواز میں جواب دیتی ہے:

"ہو امنی، نباب صاحب بہوت دل والے ہیں بہوت رحم والے ہیں"۔[ix]

اس رات کا انعام پانچ روپے تھا۔ نواب صاحب جس لڑکی کو ایک دفعہ استعمال کر لیتے دوبارہ ہرگز نہ کرتے۔ لیکن بھولی نواب صاحب کو بے حد پسند آتی ہے۔

نواب صاحب اپنی ماں سے اس سے شادی کی بات کرتا ہے اور اپنی ماں سے فرمائش کرتا ہے کہ شادی پر تمام پکوان گوشت کے ہوں گے۔

بی اماں نے ان کے چہرے کو حیرت سے دیکھا اور کہا:

"ائی میاں، تمے گوشت کے اِتے بھی شوخیں کب سے ہو گئے"۔[x]

اس افسانے میں میں واجدہ تبسم نے اس دور کی عورت جو کہ پسے ہوئے طبقے سے تعلق رکھتی ہے۔ اس کی مظلومیت اور معصومیت کو ہوس کا نشانہ بنتے ہوئے دکھایا ہے۔ عورت جو کہ ایک شاہکار تخلیق ہے اس کے جسمانی استحصال کو اس افسانے میں بڑے مؤثر انداز میں پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ عورت کی بے حسی کا اظہار بھی ملتا ہے کہ کس طرح ایک ماں پیسے کے حصول کے لئے اپنی بیٹی کو نواب صاحب کے حوالے کر دیتی ہے۔ پیسہ بہت بُری چیز ہے۔ انسان کو کیا کیا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔ ماں تو عظیم ہستی ہوتی ہے۔ دوسرا پہلو غربت کا ہے کہ غربت سے تنگ آ کر بھولی کی ماں، بھولی کو نواب صاحب کے ساتھ رات گزارنے کی اجازت دیتی ہے۔ بھولی کی معصومیت اور مظلومیت کو بھی موضوع بنایا گیا ہے جو کہ اپنے اوپر ہونے والے ظلم کے خلاف احتجاج نہیں کرتی ہے بلکہ ظلم کو خاموشی سے برداشت کرتی ہے۔ بھولی کا کردار اس افسانے میں بے جان ہے۔ نیز عورت کے کردار کے ذریعے اعلیٰ طبقے کے مرد کی بے حسی کو بھی بے نقاب کیا ہے۔

حوالہ جات

---

i. طاہر منصور فاروقی، واجدہ تبسم کے بے مثال افسانے، الحمد پبلشرز، لاہور سنہ 2008، ص139۔
ii. واجدہ تبسم، واجدہ تبسم کے بے مثال افسانے، الحمد پبلشرز، لاہور سنہ 2008، ص139
iii. ایضاً۔ ص140
iv. ایضاً۔ ص140
v. ایضاً، ص140-141
vi. ایضاً، ص141
vii. ایضاً، ص142
viii. ایضاً، ص144
ix. ایضاً۔ 144
x. ایضاً، ص145